ارحم نام رکھنا کیسا؟

ریفرنس نمبر: Lar10228 تاریخ: 03-12-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بیٹے کا نام "**ارحم**" رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق رہنمائی فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

شرعی طور پر "ارحم" نام رکھنا جائز ہے کہ ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں، کیونکہ نہ یہ ان اسماء میں سے ہے جو اللہ تعالی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ خاص ہوں، نہ یہ بے معنی ہے، نہ اس کے معنی برے و مذموم ہیں، نہ فخر و تکبر پر مشتمل ہے، نہ اس میں ممنوعہ تزکیہ اور خودستائی ہے، نہ شریعت مطہرہ میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

ارحم کا اطلاق غیر خدا پر بھی جائز ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "ما رأیت أحدا کان أرحم بالعیال من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی ایک کو بھی عیال پر رحم کرنے والا نہیں دیکھا۔

(صحیح مسلم، باب رحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال، جلد4، صفحہ 1808، دار إحیاء التراث العربي، بیروت)

کنز العمال میں ہے: "عن أسلم قال: کان عمر بن الخطاب إذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکی، قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أرحم الناس بالناس" ترجمہ: حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے تو رو پڑتے اور فرماتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں پر، سب لوگوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے تھے۔

(کنز العمال، مسند عمر، فضائل متفرقہ، الجزء 12، صفحہ 419، رقم الحدیث 35464، مؤسسة الرسالة)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی احادیث میں "ارحم" کہا گیا ہے۔ سنن ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "أرحم أمتي بأمتي أبوبکر" ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔
(سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب معاذبن جبل، وزید بن ثابت۔الخ۔جلد5، صفحہ664، مطبوعہ مصر)

حضرت موسیٰ وخضر علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام کے واقعہ کی تفسیر میں ایک بچے پر بھی "ارحم" کا اطلاق کیا گیا ہے، چنانچہ صحیح البخاری میں ہے: "﴿وأقرب رحما﴾ (الكهف 81) هما به أرحم منهما بالأول، الذي قتل خضر "ترجمہ: (ان کا رب اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے) یعنی ان والدین کو پہلے بچے جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کر دیا تھا اس سے زیادہ ان پر رحم کرنے والا بچہ عطا کرے۔ (صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، جلد6، صفحہ89، دار طوق النجاۃ)

مشہور محدث امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تاریخ بغداد میں ہے: "النضر بن شميل قال: ما رأيت أرحم بمسكين من شعبة "ترجمہ: نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو مسکین پر امام شعبہ سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہو۔"
(تاریخ بغداد وذیولہ، شعبہ بن حجاج بن الورد، الجزء 9، صفحہ261، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

مشہور محدث وفقیہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ابو اسحاق الفزاری فرماتے ہیں: "ما رأيت احدا كان أشد تواضعا من الأوزاعي ولا أرحم بالناس منه "ترجمہ: میں نے کوئی ایک شخص بھی نہیں دیکھا جو امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر عاجزی کرنے والا ہو اور نہ ان سے بڑھ کر لوگوں پر رحم کرنے والا دیکھا ہے۔
(تاریخ دمشق لابن عساکر، الجزء35، صفحہ173، دار الفکر)

اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات کے علاوہ جو صفات قرآن مجید میں بیان ہوئی ہیں، ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے، چنانچہ ردالمحتار میں ہے: "في التتارخانية عن السراجية التسمية باسم يوجد في كتاب الله تعالى كالعلي والكبير والرشيد والبديع جائزة إلخ، "ترجمہ: فتاوی تتارخانیہ میں فتاوی سراجیہ سے منقول ہے کہ ایسے نام رکھنا جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں (اللہ تعالی کی صفات کے طور پر) پائے جاتے ہیں جیسے علی، کبیر، رشید اور بدیع جائز ہیں۔ الخ۔
(ردالمحتار، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع، جلد6، صفحہ417، مطبوعہ بیروت)

اور بندوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے معنی مراد ہوں گے، چنانچہ در مختار میں ہے "وجاز التسمية بعلي ورشيد من الأسماء المشتركة ويراد في حقنا غير ما يراد في حق الله تعالى "ترجمہ: علی، رشید وغیرہ اسماء مشترکہ کے ساتھ کسی کا نام رکھنا جائز ہے اور ہمارے حق میں وہ معنی مراد لیا جائے گا، جو اللہ تعالیٰ کے حق میں مراد نہیں لیا جاتا۔
(درمختار، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع، جلد6، صفحہ417، مطبوعہ بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مراۃ المناجیح میں فرماتے ہیں: "بے معنی یا برے معنی والے نام ممنوع ہیں۔"
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب الاسامی، جلد6، صفحہ408، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

مفتی صاحب ایک دوسری جگہ ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: "نہ ذلت کے نام رکھو، نہ فخر و تکبر کے۔"
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب الاسامی، جلد6، صفحہ409، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

وہ نام جن میں تزکیہ اور خود ستائی ہو، جس سے مسمی (جس کا نام ہے اس) کا دین میں معظم یا دین پر معظم ہونا معلوم ہو وہ ممنوع ہیں۔ جن میں ایسا نہیں وہ ممنوع نہیں، جیسا کہ درج ذیل عبارات فقہاء سے واضح ہے کہ جہاں پر انہوں نے تزکیے اور خود ستائی والے ناموں کی ممانعت فرمائی، وہاں پر انہی اسماء کی ممانعت ذکر کی جن میں دینی اعتبار سے تزکیہ اور خود ستائی تھی، جبکہ ارحم میں دینی اعتبار سے کوئی تزکیہ نہیں ہے، لہذا اس کی ممانعت نہیں۔

ردالمحتار میں ہے: "ویؤخذ۔۔من قولہ ولا بما فیہ تزکیۃ المنع عن نحو محیي الدین وشمس الدین مع ما فیہ من الکذب" ترجمہ: مصنف کے قول "اور وہ نام نہ رکھا جائے، جس میں خود ستائی ہو" سے یہ اخذ کیا جائے گا کہ ممانعت مثل محی الدین و شمس الدین نام رکھنے میں ہے اور ساتھ ہی اس میں جھوٹ بھی ہے۔
(ردالمحتار، کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع، جلد6، صفحہ418، مطبوعہ بیروت)

عارف باللہ حضرت علامہ شیخ سنان رحمۃ اللہ علیہ "تبیین المحارم" میں فرماتے ہیں: "وقال ابو منصور: وقول الرجل انا مومن لیس بتزکیۃ لنفسہ بل اخبار عن شیء اکرم بہ والتزکیۃ ھی ان یری کونہ براتقیاً من نفسہ ولان الایمان لہ حد معلوم لا یتفاوت و کل عبادات لھا حد معلوم فلا مدح فمن ادبھا و اخبر بادائھا۔۔واما قول: ھو برتقی او حبیب اللہ فھو بذلک یترفع علی الناس ویفتخر علیھم فان کان صادقاً فھو غفلۃ۔۔وان کان کاذباً فھو مستحق بالعتاب واللعن" ترجمہ: اور ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور بندے کا کہنا کہ میں مومن ہوں، یہ تزکیہ نفس نہیں ہے، بلکہ اس چیز کی خبر دینا ہے، جس کے ذریعے اسے عزت دی گئی ہے اور تزکیہ تو یہ ہے کہ انسان خود کو نیکوکار، متقی پرہیز گار خیال کرے۔ کیونکہ ایمان کی حد معلوم ہے، وہ اس سے متفاوت نہیں ہوتا اور ہر وہ عبادت جس کی حد معلوم ہو، تو اسے جس نے ادا کیا اور اس کی ادائیگی کی خبر دی، تو اس میں کوئی مدح (تزکیہ نفس) نہیں اور بہر حال بندے کا کہنا کہ وہ نیکوکار، متقی پرہیز گار یا حبیب اللہ ہے اور وہ اس کے ذریعے لوگوں پر بلندی چاہتا ہے اور ان پر فخر کرتا ہے، تو اگر وہ واقعی اپنے قول میں سچا ہے تو اس کا یہ کہنا غفلت ہے اور اگر وہ اپنے قول میں ہی جھوٹا ہے، تو عتاب و لعن کا مستحق ہے۔
(تبیین المحارم، باب تزکیۃ المرء نفسہ او نفس غیرہ، صفحہ77، مخطوطہ، غیر مطبوع)

اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں: "نظام الدین، محی الدین، تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمی کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے جیسے شمس الدین، بدرالدین، نورالدین، فخر الدین، شمس الاسلام، بدرالاسلام وغیر ذٰلک، سب کو علماء اسلام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ و ممنوع رکھا، اکابر دین قدست اسرارھم

کہ امثال اسلامی سے مشہور ہیں، یہ ان کے نام نہیں القاب ہیں کہ ان مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیفاً انہیں ان لقبوں سے یاد کیا، جیسے شمس الائمہ حلوائی، فخر الاسلام بزدوی، تاج الشریعہ، یونہی محی الحق والدین حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ۔" (فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ683، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

اعلی حضرت امام احمد رضاخان رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:"پھر منیر الدین وامثالہ میں برّہ سے کہیں زیادہ تزکیہ ہے، نکوکاری ایک عام بات ہے کہ فساق کے سواسب کو حاصل۔ **مگر اس مرتبہ عظیمہ پر پہنچنا کہ دین ان صاحب کے نور سے منور ہوجائے سخت مشکل۔ تو ایسا شدید تزکیہ نفس کیونکر جائز ہوگا بخلاف سعید وامثالہ کہ ان کا حاصل صرف مسلم ہے ہر مسلمان سعید ہے اور ہر سعید مسلمان ہے**، آیہ کریمہ ﴿فمنهم شقی و سعید﴾ (ان میں کوئی بدبخت اور کوئی نیک بخت ہے۔ت) میں دو ہی قسمیں ارشاد ہوئیں اور ان سے کافر مومن مراد ہوئے، تو سعید نام رکھنا ایسا ہی ہے جیسے مسلم اور اس میں تزکیہ نہیں۔ نظر بحال بیان واقع ہے اور نظر بمآل تفاول۔ واللہ تعالی اعلم۔"

(فتاوی رضویہ، جلد30، صفحہ78، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"ایسے نام جن میں تزکیہ نفس اور خود ستائی نکلتی ہے، ان کو بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بدل ڈالا برہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا کہ "اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرو۔" **شمس الدین، زین الدین، محی الدین، فخر الدین، نصیر الدین، سراج الدین، نظام الدین، قطب الدین وغیرہا اسما جن کے اندر خود ستائی اور بڑی زبردست تعریف پائی جاتی ہے نہیں رکھنے چاہیے۔** رہا یہ کہ بزرگانِ دین وائمہ سابقین کو ان ناموں سے یاد کیا جاتا ہے تو یہ جاننا چاہیے کہ ان حضرات کے نام یہ نہ تھے، بلکہ یہ ان کے القاب ہیں کہ جب وہ حضرات مراتب علیہ اور مناصب جلیلہ پر فائز ہوئے تو مسلمانوں نے ان کو اس طرح کہا اور یہاں ایک جاہل اور ان پڑھ جو ابھی پیدا ہوا اور اس نے دین کی ابھی کوئی خدمت نہیں کی اتنے بڑے بڑے الفاظ فخیمہ (بزرگی والے الفاظ) سے یاد کیا جانے لگا۔"

(بہار شریعت، جلد3، حصہ16، صفحہ604، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی ابو الحسن محمد ھاشم خان عطاری

17 ربیع الثانی 1442ھ/03 دسمبر 2020ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے